روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۳۹ | منگل ۱۰ شوال ۱۴۰۹ھ ۱۶ ہجرت ۱۳۶۸ ۱۶ مئی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

سیدنا و امامنا محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت قیام فرما ہیں۔ حضور انور دن رات اہم خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں اور احمدیت کی دوسری صدی کے پہلے سال کی تاریخ ساز سرگرمیوں میں ہمہ تن متوجہ ہیں۔

احباب کرام خصوصی توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل و رحم سے جان سے پیارے آقا ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر لمحہ اپنی تائید سے نوازتا رہے۔

اس صدی کے سر پر سب سے بڑا جہاد جھوٹ کے خلاف کرنا ہے

بچوں کو بتائیں کہ مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا

میں آپ کو سچائی اور امانت کی طرف خصوصیت سے بلاتا ہوں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام وہ لائحہ عمل ہے جو آئندہ صدی کیلئے ہمیں اپنانا ہے

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (رابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ مئی ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

حضور انور نے فرمایا آج اس رمضان المبارک کا آخری جمعہ ہے جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے اور تمام دنیا میں مسلمان اس جمعہ کو نہایت احترام اور جذباتِ تقدس اور عقیدت کے ساتھ مناتے ہیں اور سال بھر میں پڑھی جانے والی نمازوں میں سے یہ سب سے زیادہ پڑھی جانے والی نماز ہے۔

حضور انور نے فرمایا گزشتہ خطبہ میں میں نے آپ کے سامنے توحید کا مضمون چھیڑا تھا کہ توحید میں یہ پیغام ہے کہ اللہ تک پہنچنے سے پہلے دنیا کے سارے تعلقات اور سارے نظریات کو کالعدم کرنا پڑتا ہے تب انسان خدا تک پہنچنے کا اہل بنتا ہے اور تب حقیقت میں پورے عرفان کے ساتھ وہ اللہ ایک ہے کا نعرہ لگا سکتا ہے۔ گویا ساری دنیا سے وہ منقطع ہو جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اس انقطاع کے بعد انسان کے دنیا سے جو دوبارہ تعلقات قائم ہوتے ہیں وہ رسالت کے ذریعے قائم ہوتے ہیں۔ اور اسی مضمون کو (محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں) میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے تعلقات کا ایک نیا مضمون پیدا ہوتا ہے۔ رسالت کے بغیر دنیا سے جو تعلقات ہیں ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ وہ محض فساد ہیں۔ پس جب آپ اللہ تک پہنچتے ہیں اور اگر گرد و پیش اور ماحول کو مٹا کر کلیتہً نابود کر دیتے ہیں تو پھر خدا گویا رسالت کے واسطے سے دوبارہ آپ کو اس دنیا میں واپس بھیجتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا پہلے بھی مختلف رسول وسیلہ بنے لیکن آج اگر کوئی وسیلہ ہے تو صرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس وسیلہ سے جو بھی تعلقات عطا ہوں گے ان میں سے ہر تعلق میں آپ کے لئے رسالت کی طرف سے ایک پیغام ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا اس مضمون کو جتنا چاہے پھیلاتے جائیں۔ زمین کے کناروں تک نظر ڈالیں، وہی تعلقات آپکو صحیح تعلقات دکھائی دیں گے جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے وسیلے سے آپ کو عطا ہوتے ہیں۔ پس توحید کا مضمون ساری دنیا کو باطل کر کے آپ کی نظر سے غائب کر دیتا ہے۔ اور آپ کو خدا کی طرف لوٹاتا ہے اور خدا کے سوا کوئی ہستی باقی نہیں رہتی۔ پھر خدا کی طرف سے آپ کو دنیا میں ایسے رستے سے لوٹایا جاتا ہے جو رسالت کا رستہ ہے اور اس رستے سے جو نئے تعلقات عطا ہوتے ہیں اُسی کا نام جنت ہے۔ تمام دنیا میں جتنی بھی خرابیاں ہیں وہ ان تعلقات کو چھوڑ کر اُن سے الگ تعلقات قائم کرنے کے نتیجے میں ہوا کرتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک ہم توحید کے مضمون کا عرفان حاصل کر کے اپنی زندگیوں میں ایک نیا انقلاب پیدا نہیں کرتے، ہم بنی نوع انسان کے لئے وہ مفید وجود نہیں بن سکتے جس کی خاطر ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔ پس یہ جمعہ جو احمدیت کی نئی صدی کے پہلے رمضان کا آخری جمعہ ہونے کے ناطے، ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ میں نے سوچا کہ اس موقع پر آپ کو یہی نصیحت کروں کہ کلمۂ شہادت کے مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم ہو جائیں۔

حضور انور نے فرمایا رسالت کی روح اور اس کی جان صداقت اور امانت ہے۔ کوئی رسول، رسول نہیں بن سکتا جب تک اس کے وجود کا ذرّہ ذرّہ سچائی پر مبنی نہ ہو۔ اسی طرح اس کے لئے امین ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ دنیا میں انسان

(باقی صفحہ ۷ پر)

امراء/صدران سے ضروری گذارش

(از مکرم وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ)

جیسا کہ حضور پرنور نے تحریک جدید کے اس سال کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تحریک جدید کی طرف سے مکرم وکیل اعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ اس سال کے اختتام تک خدا کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ بھرپور کوشش کر کے دفتر اول کے جملہ معطلی حضرات کے کھاتے زندہ کروا دیں گے۔

اس سلسلہ میں وکالت مال اول اور ثانی کی طرف سے بار بار سرکلرز کے ذریعہ اور دیگر ذرائع سے حضور کی ہدایات جماعتوں کو بھجواتے ہوئے گذارشات کی گئی ہیں کہ ہر ذریعہ سے پوری کوشش کر کے سال کے اختتام سے قبل جملہ کھاتہ جات دفتر اول زندہ کروائیں لیکن ابھی بہت سے کھاتے ایسے ہیں جن کے رشتہ داروں سے رابطہ باقی ہے۔ براہ کرم اس طرف مزید توجہ دے کر مرکز کو جلد از جلد ضروری معلومات بہم پہنچائیں۔ اور جن سے رابطہ ممکن ہے ان سے رابطہ پیدا کر کے ادائیگی کے لئے تحریک کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کا معین و مددگار رہے۔

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تربیتی کلاس ملتوی کر دی گئی

خدام الاحمدیہ کی مرکزی سالانہ تربیتی کلاس جو کہ ۱۹ مئی تا یکم جون ۱۹۸۹ء کو ربوہ میں منعقد ہونا تھی۔ فی الحال ملتوی کی جاتی ہے۔ نئی تاریخ کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا۔

تمام خدام مطلع رہیں۔ قائدین اضلاع اور مقامی فوری طور پر سب خدام کو اطلاع پہنچانے کا اہتمام کریں۔

(ناظم اعلیٰ مرکزی سالانہ تربیتی کلاس)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پوسٹو: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت دار النصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

ہجرت ۱۳۶۸ھ ۱۶ مئی ۱۹۸۹ء

گھریلو ماحول کی بہتری

گزشتہ ایام میں ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے خطباتِ جمعہ میں گھریلو فضا کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ گھریلو فضا کے اچھے ہونے سے ہی بچوں پر اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔ بچوں کی پہلی تربیت گاہ تو گھر ہی ہے اگر وہاں اچھا اثر ملے تو زندگی پر خوشگوار اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ اور خوشگواری کا دائرہ وسیع ہو کر معاشرہ کو بہتر بنا سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک دو باتیں گزارش کرنے کو جی چاہتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو آبگینوں سے تشبیہ دی ہے۔ مرد کا فرض ہے کہ آبگینے کو ٹھیس نہ لگنے دے۔ جو خاوند اس بات کا خیال رکھے گا کہ آبگینے کو ٹھیس نہ لگے وہ یقیناً گھر کی فضا کو خوشگوار بنانے کا باعث ہوگا جس سے وہ بھی لطف اندوز ہوگا اور اس کی بیوی بھی اور اس جنت میں پروان چڑھنے والے بچے بھی خوش و خرم بھی ہوں گے اور خوش اخلاق بھی۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں نے اپنی بیوی کو کسی قدر اونچی آواز میں مخاطب کیا ہے اس خطاب میں کوئی ناراضگی بھی نہیں تھی لیکن میں سارا دن دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالےٰ مجھے معاف فرمائے۔ ہر وہ شخص جو صرف اتنے سے احساس سے اللہ تعالےٰ سے دعا کرے گا کہ وہ اس کی اس کوتاہی کو معاف فرمائے وہ گھر کی فضا کو کس قدر خوش گوار رکھے گا۔ کتنا اچھا ہے یہ نمونہ۔

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نے ایک دفعہ خطبہ میں فرمایا کہ خاوند اپنی بیوی کو آپ کہہ کر مخاطب کرے۔ یہ بات سن کر بہت سے دوست مسکرائے۔ اور یہ مسکراہٹ حیرت کے جذبات لئے ہوئے تھی۔ کہ بیوی کو پکارے اور آپ کہہ کر۔ بہت عجیب لگا۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ جس جس نے اس بات کو اپنایا اس نے بلا تردد اپنے گھر کو جنت بنا لیا۔ یہ طرز تخاطب بیوی کے دل میں محبت اور احترام کی لہریں دوڑا دینے والا ہے۔ اس میں کسی کا لگتا کچھ بھی نہیں۔ لیکن دونوں طرف احترام کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں اور زندگی کی ہر تلخی شیرینی میں بدل جاتی ہے

حقیقت یہ ہے کہ گھر کی فضا خوش گوار رہنی چاہیئے۔ اوپر درج کی گئی باتیں اس خوش گواری کے حصول کا آسان ترین طریق ہیں۔ آیئے ہم اس طریق کو اپنائیں۔

دل میں اک قندیل جلا کر
نورِ بصیرت ہم کو عطا کر
ہم جلووں کے ہیں متلاشی
ہم سے مل اور مل پاس آ کر

——— ابوالاقبال

نقیبِ روشنی

جو قطرہ ہے تو بحرِ عشق میں جا کر فنا ہو جا
جو ذرّہ ہے تو سورج کی کرن سے آشنا ہو جا

اگر خوشبو ہے تو سارے زمانے کو معطّر کر
اگر ہے رنگ تو آرائشِ روئے صبا ہو جا

صداقت کا عَلَمْ ہونے نہ پائے سرنگوں پیارے
تو آنے والی نسلوں کے لئے بانگِ درا ہو جا

اندھیروں سے نہ ڈر، جبکہ نقیبِ روشنی ہے تو
سوادِ دشت میں تو قافلوں کا رہنما ہو جا

جو ذہنوں میں رہے اُمید بن کر، وہ ترانہ بن
قیامت تک رہے جس کا اثر، ایسی صدا ہو جا

علامت زندگی کی ہے تبسّم تیرے ہونٹوں کا
دیارِ عشق میں زندہ دلوں کا دلرُبا ہو جا

خدا کا بن، خدا کے پاک بندوں کی غلامی کر
دلوں پر حکمراں ہو جا، جہاں کا بادشاہ ہو جا

محبت کا وہ آنسو بن بلا دے جو دلِ یزداں
پگھل جا سوزشِ افکار سے، آہِ رسا ہو جا

خدا خود چل کے آئے گا تمہاری پیشوائی کو
تو ٹھکرا دے زمانے کو مُحَمَّدؐ کا گدا ہو جا

وہ شمعِ نور جس سے دونوں عالم میں اُجالا ہے
منیرہ اس شعاعِ حُسن پر جل جا، فنا ہو جا

——— سیّدہ منیرہ ظہور۔ ربوہ ———

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلاحِ معاشرہ

وقت بہت بڑی دولت ہے

عبدالباسط شاہد

وقت کی قدر و قیمت سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا مگر بعض اوقات ہم دانستہ یا نادانستہ ایسی باتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں بلکہ الجھ کر رہ جاتے ہیں جو ہمارے وقت کی بربادی کا باعث بنتی ہیں۔

خرید و فروخت ایک ایسی ضرورت ہے جس سے کوئی بھی الگ نہیں رہ سکتا۔ آپ خود کوئی چیز خریدیں یا آپ کے لئے کوئی اور خریدے مگر خریدنا ضروری ہے۔ عورتوں میں شاپنگ کا اہتمام بالعموم کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ آپ اپنے کسی دوست کے ہمراہ بازار گئے۔ اس دوست نے اپنی ضروریات کی فہرست تیار کر رکھی ہے اور اس نے ان اشیاء کی قیمت کا اندازہ کر کے کچھ رقم بھی اپنی جیب میں رکھی ہوئی ہے۔ وہاں جا کر یا یوں کہہ لیجئے کہ اسے خریداری کرتے دیکھ کر آپ کو خیال آیا کہ اس نے جو اشیاء خریدی ہیں ان میں سے فلاں فلاں چیز تو مجھے بھی بہت اچھی لگتی ہے۔ آج اچھا موقعہ ہے۔ ایک سمجھدار دوست بھی ساتھ ہے جو مجھے اچھا مشورہ دے سکیگا۔ لگے ہاتھوں میں بھی یہ اشیاء خرید ہی لیتا ہوں۔ آپ نے وہ چیزیں خرید لیں۔ بعض اوقات تو آپ کے پاس اتنی رقم موجود ہوگی مگر اکثر اوقات نہیں بھی ہوتی ہوگی اب آپ کے لئے دو ہی رستے کھلے ہیں۔ اگر آپ کا دوست آپ کو قرض دے سکے تو اس سے قرض لے لیا جائے۔ یا دکاندار سے ادھار کیا جائے۔

(ہمارے ہاں ابھی کارڈز وغیرہ پر خریداری کا رواج نہیں ہوا) ہر دو صورتوں میں نتیجہ تو ایک ہی ہے کہ آپ مقروض ہو گئے حالانکہ ابھی ان اشیاء کی آپ کو ایسی ضرورت نہ تھی کہ آپ ان کے بغیر گزارہ نہ کر سکتے۔ اصل مقصد یہاں پر یہ بتانا نہیں کہ اس طریق پر آپ مالی لحاظ سے مقروض ہو گئے ہیں بلکہ اس خریداری میں آپ کے قیمتی وقت کے بہت سے ایسے لمحات (بعض اوقات گھنٹے اور دن بھی) ضائع ہو گئے جنہیں کسی بہتر مصرف میں استعمال کر کے ان سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا تھا۔

قرض کی پریشانی بھی ایک تسلسل لئے ہوئے ہوتی ہے جس سے اور کئی پریشانیاں پیدا ہو سکتی ہیں مگر وقت کے ضیاع کے لحاظ سے بھی بات یہاں پر ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ وہ زائد اشیاء جو ہم نے اس طرح خریدی تھیں اب ان کے لئے جگہ نکالی جائے گی۔ فرض کیجئے آپ نے مکان کی آرائش کے لئے کوئی اچھی سی تصویر یا سینری خریدی ہے اس کی جگہ بنانے کے لئے اس کا موزوں جگہ کا انتخاب کرنے کے لئے آپ کو ابھی اور وقت کی ضرورت ہے گویا وقت کی دولت کا نقصان بھی مسلسل چل رہا ہے۔ آپ نے کچھ وقت صرف کر کے اس سینری کو مناسب جگہ پر لگا دیا اور پہلے سے وہاں جو تصویر تھی اسے اتار کر سٹور میں پہنچا دیا (اگر آپ ایسے خوش قسمت ہیں جن کے پاس سٹور کی سہولت موجود ہے) جب تک یہ سینری آپ کے سٹور میں رکھی ہے یہ چیزوں کی صفائی اور ترتیب کے وقت آپ سے وقت کا خراج کسی نہ کسی شکل میں مانگتی رہے گی۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ اصل بات یہ نہیں ہے کہ آپ کے پاس کیا کیا کچھ ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آپ کس کس چیز سے روزمرہ کی زندگی میں استفادہ کرتے ہیں۔

ایک اور مثال اس امر کو اور واضح کر سکے گی۔ آپ کراچی جا رہے ہیں آپ کے بہت اچھے دوست کے ایک بہت اچھے ملنے والے آپ کے پاس آئے کہ یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کراچی جا رہے ہیں میرے دوست نے مجھے بتایا تھا۔ آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ وہاں رخصت گزارنے جا رہے ہیں۔ رخصتوں کے فوائد اور کراچی کی سیر کے فوائد پر ایک برجستہ تقریر کے بعد "اگر آپ کے لئے کوئی دقت نہ ہو تو میرے دوست کے لئے یہ مٹھائی لیتے جائیں۔ اسے پنجاب کی مٹھائی بہت پسند ہے۔" کیوں نہیں یہ تو بہت ہی معمولی کام ہے۔ میں بخوشی آپ کا یہ کام کر دوں گا۔ ویسے تو میں خود ہی پہنچانے میں خوشی محسوس کروں گا مگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہوا تو فون تو جاتے ہی کر دیا جائیگا۔"

وہ صاحب مٹھائی دے کر چلے گئے ہو سکتا ہے کہ آپ کے سامان کے ساتھ ایسی چیز جو دب کر خراب ہو جائے اس کی گنجائش ہی نہ ہو مگر اب آپ کو بمشکل گنجائش نکالنی پڑے گی۔ اور بھی بہت سی باتیں ہو سکتی ہیں مگر لمبی بات کو مختصر کرتے ہوئے یوں سمجھ لیں کہ آپ بخیر و عافیت یعنی مٹھائی کے ساتھ وہاں کراچی پہنچ گئے اور اگر آپ بہت ہی فرض شناس اور ذمہ دار ہیں تو وہاں کی آؤ بھگت اور مصروفیات اور سفر کی تکان کے باوجود آپ نے فون بھی کر دیا مگر ضروری تو نہیں کہ وہ صاحب آپ کی راہ ہی دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ "میں فرصت ملنے پر حاصل کر لوں گا۔ آپ کا شکریہ۔ دو دن انتظار کے بعد آپ نے پھر فون کیا تو انہوں نے بہت معذرت کے انداز میں کہا کہ افسوس میں تو فرصت ہی نہیں پا سکا۔ بہرحال جیسے ہی فرصت ملے گی میں یہ مرغوب تحفہ حاصل کر لوں گا ہوتے ہوتے آپ کی واپسی کا دن نزدیک آ گیا۔ آپ نے ٹیکسی پر ان کے ہاں جا کر ان کی امانت ان کے سپرد کی کچھ معذرت وغیرہ کے بعد جب اس سے شوق کرنے کی نوبت آئی تو صد افسوس کہ وہ کھانے کے قابل ہی نہ رہی تھی۔۔۔۔ بھیجنے والے کا جذبۂ محبت و اخوت اپنی جگہ کتنا بھی قابلِ قدر ہو اس نے اس سارے کام میں علاوہ اور باتوں کے جو وقت صرف ہوا یا ضائع ہوا اس کا اندازہ نہیں لگایا۔ اور آپ بھی مروت میں انکار نہ کر سکے حالانکہ اگر ہم قرآنی آداب کو مدنظر رکھیں اور ان پر بشرح صدر عمل بھی کریں تو جس طرح قرآن مجید ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اگر کوئی ملنے والا آئے اور آپ اسوقت کسی وجہ سے اس سے نہ مل سکتے ہوں تو اسے بتا دیں اور آنے والے کو بغیر کسی ملال کے واپس چلے جانا چاہیئے۔

یہاں پر بھی بہت عمدہ طریق سے یہ بات بتائی جا سکتی تھی کہ یہ کام تو بہت معمولی ہے مگر اس میں کراچی کے حالات کے پیشِ نظر یہ مشکل ہو سکتی ہے لہٰذا معذرت خواہ ہوں اس پُرخلوص معذرت سے آپ بآسانی ضیاعِ وقت اور دوسری کئی پریشانیوں سے بچ سکتے تھے۔

اس مثال میں کراچی کا ذکر اسوجہ سے کیا گیا ہے کہ پاکستان میں کراچی سب سے زیادہ مصروف شہر سمجھا جاتا ہے (دوسرے ممالک میں تو مصروفیات کا عالم ہی اور ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہاں ترقی کی رفتار بھی بہت زیادہ ہے) مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر ایسے آدمی کے لئے جو اپنے وقت کی قیمت کو جانتا ہے جو وقت سے استفادہ کرنا چاہتا ہے جو وقت کی ناقدری کو ذاتی اور جماعتی گناہ سمجھتا ہے اس کے لئے تو ہر جگہ اور ہر وقت ہی مصروفیت کا وقت ہونا چاہیئے۔ تکان جسمانی سے زیادہ ذہنی حالت کا نام ہے اور دماغ کی اس حالت پر تحقیق کرنے والوں کے نزدیک ایک مصروفیت کی بجائے کوئی اور پسندیدہ مصروفیت اختیار کرنے سے بھی تکان دور ہو سکتی ہے جسمانی تکان سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا مگر وہ شخص تو بہت ہی خوش قسمت ہے جو جائز اور پسندیدہ مصروفیات میں اپنے آپ کو اتنا تھکا لے کہ اسے لیٹتے ہی پرسکون نیند آ جائے اور نیند سے اٹھنے پر وہ اپنے مفید اور نتیجہ خیز کاموں میں پھر مصروف ہو جائے اس صورت میں وہ بہت سی جسمانی اور اخلاقی بیماریوں سے محفوظ رہ کر وقت کی دولت کو مناسب طریق پر استعمال کرے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ اس طرح مصروف رہنے والے خوش قسمت کو "وقت کی کمی" کی شکایت نہیں ہوگی بلکہ وہ ایک خاص کیفیت میں خوشی اور سرور کے ساتھ اپنے آپ کو صحت مند اور ہلکا پھلکا سمجھتے ہوئے اور زیادہ کام کر سکے گا۔ اور زیادہ فوائد حاصل کر سکے گا۔

بہائیت

گذشتہ دنوں بہائی پبلشنگ ٹرسٹ معرفت پوسٹ بکس نمبر ۷۴۲۰ کراچی نمبر ۳ کا شائع کردہ ایک فولڈر بعنوان "تجلی و ترقی" نظر سے گزرا یہ فولڈر بابیت اور بہائیت کے تعارف اور تبلیغ پر مشتمل ہے اور مختصراً ۱۸۴۴ء میں جناب سید علی محمد باب کے دعویٰ سے اب تک تاریخ بہائیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور وحدت عالم انسانی۔ ترک تعصبات اور ہمہ گیر مساوات کے زیر عنوان بہائیت کی رواداری اور عالمی اخوت کی تعلیم بھی پیش کی گئی ہے۔ جہاں تک اس رواداری بھائی چارہ اور عالمی اخوت کی تلقین کا تعلق ہے کسی بھی شخص کو اس سے انکار یا اختلاف نہیں ہو سکتا۔

لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس فولڈر میں تو یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ "اللہ نے تمام نوع انسان کو ایک ہی قوم بنایا ہے ..... کوئی کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے"

اور یہ کہ

"مذہبی تعصب۔ قومی تعصب۔ نسلی تعصب رنگ اور زبان کے تعصب دنیا کو جلا ڈالنے والی آگ ہیں وحدت و محبت کے پانی سے اس آگ کو بجھا دو"

اور دوسری طرف جناب سید علی محمد باب کا حکم یہ ہے۔

"ضرب اعناق و حرقِ کتب و اوراق و ہدم بقاع و قتل عام الا من آمن و صدق بود"

کہ "گردنیں اڑا دی جائیں۔ کتابیں اور اوراق جلا دیئے جائیں مقامات منہدم کر دیئے جائیں اور بجز ایمان لانے اور تصدیق کرنے والے کے قتل عام کیا جائے۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ جناب سید علی محمد باب کے اس حکم کے ہوتے ہوئے فولڈر

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور ضیاء

جاپان میں ایک سکینڈل

گذشتہ چند ماہ سے جاپان میں ایک ریکروٹ سکینڈل چل رہا ہے۔ اس سے سیاسی حلقوں میں خاصی بے اعتمادی پیدا ہوئی ہے اس سکینڈل کے محور وہاں کے وزیر اعظم نوبورو تاکی شیتا ہیں۔ نوبورو تاکی شیتا کی عمر ۶۵ سال ہے اور ۱۹۸۷ء کے نومبر میں انہوں نے وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالا تھا۔

اب انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا ہے کہ جونہی موجودہ بجٹ بل ان کی DIET (پارلیمنٹ) میں پاس ہو جائے گا (جو چند دنوں یا چند ہفتوں تک پاس ہونے کا امکان ہے)۔ وہ سکینڈل کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اور اہالیانِ وطن سے معافی مانگتے ہوئے اپنے عہدے سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ مبصرین کا خیال ہے کہ ان کے مستعفی ہونے کے ساتھ ہی لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کی ساری کابینہ بھی سبکدوش ہو جائے گی اگرچہ ان کا پورا عہدِ وزارت تو دو سال کا ہے لیکن وہ اس سے ۶ ماہ قبل ہی سبکدوش ہونے کے ارادے کا اظہار کر چکے ہیں۔ تاکی شیتا اپنے عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد ASEAN یعنی ایسوسی ایشن آف ساؤتھ ایسٹ ایشین نیشنز کا دورہ کریں گے۔ ہمارے قارئین جس وقت تک یہ سطور پڑھ رہے ہونگے اس وقت تک یہ دورہ شروع ہو چکا ہوگا۔

سکینڈل یہ ہے کہ تاکی شیتا اور ان کی پارٹی کے بہت سے رہنما ان درجنوں عمائدین میں شامل تھے جنہوں نے کم قیمت پر ریکروٹ کے حصص خریدنے اور اس کمپنی سے بہت بڑے بڑے تحفے وصول کئے ریکروٹ کمپنی ٹیلی کمیونیکیشنز کا سامان بناتی ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک اشاعتی ادارہ بھی ہے۔

لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے ایگزیکٹو بورڈ کے چیئرمین جن کا نام ماسایوشی اِتو ہے اور تاکی شیتا کے ممکنہ جانشین ہی صرف ایسے دو اشخاص ہیں جو اس سکینڈل میں ملوث نہیں ہیں۔ اِتو جنکی عمر ۷۵ سال ہے۔ ذیابیطس کے مریض ہیں۔ وہ اب اس مشکل سے دوچار ہیں کہ لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے وقار کو کس طرح اس حد تک قائم رکھ سکیں کہ آئندہ انتخابات میں انہیں بالادستی حاصل رہے۔ کیبینٹ کے تین وزراء کو تو زبردستی مستعفی کیا جا رہا ہے اور ۱۳ اشخاص کو اس سلسلے میں گرفتار بھی کر لیا گیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو گذشتہ ۹ مہینے سے جاپان کی سیاسی زندگی پر چھائے ہوئے تھے۔ اس سکینڈل کی وجہ سے لبرل ڈیموکریٹک پارٹی انتہائی گراوٹ میں جا چکی ہے۔ گذشتہ چند روز سے شدت کے ساتھ اس بات کا مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ تاکی شیتا فوری طور پر مستعفی ہو جائیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ جولائی۔ اگست میں انتخابات کے دوران اسے خون کے دریا میں سے گزرنا پڑے۔

سب سے پہلے جس وزیر اعظم کو سیاسی سکینڈل کی وجہ سے عہدہ چھوڑنا پڑا تھا "کاکھوئی تناکا" تھے انہوں نے ۱۹۷۶ء میں وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دیا تھا۔ ان کے خلاف الزامات پر اپرٹی ڈیلنگ کے تھے۔

جہاں تک امریکہ کے صدر جارج بش کا تعلق ہے۔ انہوں نے فوری طور پر تاکی شیتا کے فیصلۂ استعفیٰ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے انکار کیا ہے۔ لیکن ان کے ایک نمائندے کا کہنا ہے کہ اس واقعے سے دونوں ممالک کے باہمی تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ جہاں تک نوبورو تاکی شیتا کا تعلق ہے۔ یہ ہمت و حوصلہ سے کام کرنے والے سیاست دان مانے جاتے رہے ہیں۔ لیکن وہ اس قابل نہ ہوئے کہ اس سکینڈل میں سے اپنے آپ کو بچا کر نکل سکتے۔ چالیس سال سے وہ سیاست کے میدان میں اپنے جوہر دکھا رہے ہیں۔ ان ۴۰ سالوں کا عروج ۶ نومبر ۱۹۸۷ء کو سامنے آیا جبکہ وہ جاپان کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ استعفیٰ کی بات یوں چلی کہ حزب مخالف نے آئندہ بجٹ پاس کرنے سے انکار کر دیا۔

اور ریکروٹ سکینڈل کو اپنے لئے وجہ جواز بنا کر جاپان کے وزیر اعظم کی ہر دل عزیزی کو صرف 3.9 فیصد تک گرا دیا۔ تاکی شیتا ایک شراب ساز باپ کے بیٹے ہیں وہ "شمانے" گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۲۷ سال کی عمر میں شمانے کی اسمبلی کی ممبر شپ جیتی وہ پہلے ایسے شخص ہیں جو اس علاقے سے وزارت عظمیٰ کی بلندی تک پہنچے عام طور پر ان کے صوبے میں انکی مشہوری ایک بہت صاف ستھرے سیاستدان کے طور پر ہوئی۔ جب ان کی عمر ۳۴ سال ہوئی تو وہ جاپان کی پارلیمنٹ کے ممبر بنے اور چیف کیبینٹ سکرٹری مقرر کئے گئے اس کے ساتھ ہی انہیں وزیر تعمیرات بھی بنایا گیا۔ وہ دو دفعہ خزانے کا وزیر بھی بنے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جلد باز نہیں ہیں اور جاپان کے کچھ سیاستدان انہیں ایک ایسے پھل کے ساتھ تشبیہہ دیتے ہیں۔ جو اس وقت تک درخت کی شاخ پر لگا رہتا ہے۔ جب تک کہ پوری طرح ایک کو گرنے والا نہ ہو جائے۔ سیاست میں جس شخص نے ان کی حوصلہ افزائی کی وہ ای ساکو ساتو وزیرِ اعظم تھے۔ جو نہایت دانش مند مانے جاتے تھے۔ اور جنہوں نے ۷ سال اور ۸ ماہ وزارت عظمیٰ کا عہدہ اپنے پاس رکھا۔ یہ نوبل انعام یافتہ بھی تھے۔ مسٹر ساتو کے بعد ۱۹۷۲ء میں کاکوئی تناکا وزیر اعظم بنے اور تاکی شیتا نے ان کے ساتھ بطور انکے قریبی مددگار کے کام کیا۔ تناکا کو ۱۹۷۴ء میں ریٹائر ہونا پڑا۔ ان پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے اپنے آپ کو غیر قانونی ذرائع سے بے حد و حساب امیر بنا لیا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں تناکا کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا۔ کہ انہوں نے ۵۰ کروڑ ین ۱۱۷ لاکھ یو۔ ایس۔ ڈالر (اسوقت کے) رشوت کے طور پر لاک ہیڈ کارپوریشن سے لئے ہیں۔ یہ جہازوں کا ایک سودا تھا جو آل نیپون ایرویز کو دیئے جانے تھے۔ اگرچہ تناکا گرفتار ہو گئے لیکن تاکی شیتا نے انکے ساتھ وفاداری کے تعلقات نہ توڑے۔ اور ۱۹۸۷ء تک اس بات کا انتظار کیا کہ لبرل ڈیموکریٹک پارٹی میں وہ اپنی ایک الگ پارٹی تیار کریں۔ جو بالآخر انکو وزیر اعظم بنانے میں کامیاب ہو گئی۔ تاکی شیتا نے خزانے کے وزیر کی حیثیت سے یاسوہیرو ناکاسونے کی معیت میں ایک میٹنگ میں شرکت کی جو ایسے صنعتکاروں کی تھی جنہیں گروپ آف نائنٹو کہا جاتا تھا۔ اور یہ اجلاس ۱۹۸۵ء میں واشنگٹن میں ہوا تھا۔

مسٹر ناکاسونے نے دو اور امیدواروں کو چھوڑ کر تاکی شیتا کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ تاکی شیتا کہتے ہیں کہ میں بالکل مطمئن ہوں۔ میں بالکل اطمینان کے ساتھ بہت بڑے ہجوم کے سامنے بیان دے سکتا ہوں۔ لیکن مجھے اس بات کا یقین نہیں ہوگا کہ میں نے اپنا پیغام حاضرین تک پہنچا دیا ہے یا نہیں۔ مسٹر تاکی شیتا جوڈو کے ماہر ہیں اور کچھ عرصے تک وہ ایک ہائی سکول میں انگریزی کی تعلیم بھی دیتے رہے ہیں۔ اس معلمی کے اختتام پر انہوں نے سیاست کی طرف رخ کیا لیکن اب وہ کہتے ہیں کہ میں انگریزی زبان بالکل نہیں بولتا۔ ابھی سات ہی مہینے انہیں وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالے ہوئے ہوئے تھے کہ ریکروٹ سکینڈل قوم کے سامنے آگیا۔ ریکروٹ سکینڈل کی تاریخ کچھ یوں بنتی ہے کہ جون ۱۹۸۸ء میں جاپان کے بڑے بڑے اخباروں نے اس بات کا اعلان کیا کہ لبرل ڈیموکریٹک پارٹی جو برسرِ اقتدار ہے۔ اس نے ریکروٹ کوسموس جو ریکروٹ کی ایک ذیلی کمپنی ہے سے بڑی تعداد میں حصص لئے ہیں۔ تاکہ وہ خاصی رقم بنا سکیں۔

جولائی ۱۹۸۸ء میں اخباروں نے اپنے قارئین کو اس بات سے مطلع کیا کہ ریکروٹ نے بھی اسی طرح حصص دیئے ہیں۔ اور اس کمپنی نے وزیر اعظم اور وزیر خزانہ کو بھی ان لوگوں میں شامل کیا ہے۔ جولائی ۱۹۸۸ء میں ریکروٹ کمپنی کے چیئرمین اور ایک بہت بڑے اخبار کے پریذیڈنٹ نے اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دیا۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء میں ریکروٹ کے ایک سابق ایگزیکٹو کو گرفتار کر لیا گیا۔ کہ انہوں نے پارلیمنٹ کے حزبِ مخالف کو رشوت دی ہے۔

جنوری ۱۹۸۹ء میں پلیننگ منسٹر نے استعفیٰ دیا۔ فروری ۱۹۸۹ء میں ڈیموکریٹک سوشلسٹ پارٹی کے چیئرمین نے اسی سکینڈل کی وجہ سے استعفیٰ دیا۔ اپریل ۱۹۸۹ء میں تاکی شیتا نے پارلیمنٹ کو بتایا کہ انہوں نے ریکروٹ کمپنی سے بہت بڑی رقم وصول کی ہے۔ چنانچہ اسکے نتیجے میں لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبروں نے اس بات کا تقاضا شروع کر دیا کہ تاکی شیتا استعفیٰ دیں۔ اور تاکی شیتا نے اپنی پارٹی کی لیڈر شپ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس بات کی اجازت حاصل کر لی کہ وہ واقعی مستعفی ہو جائیں۔

تو دیکھا آپ نے۔ رشوت کہاں کہاں چلتی ہے۔ اور اسکے ہاتھ کتنے لمبے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بات بھی دیکھنے والی ہے کہ ان لمبے ہاتھوں سے بھی کچھ ہاتھ زیادہ لمبے ہوتے ہیں۔ اسی لئے تو وزیر اعظم جاپان کو استعفیٰ دینا پڑا۔

جہاں تک احمدیہ جماعت کا تعلق ہے یوں تو جاپان میں ہماری جماعت کا پیغام بہت پہلے پہنچ چکا تھا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس ارادے کا اظہار کیا تھا کہ وہاں تقسیم کرنے کے لئے ایک کتاب تصنیف کی جائے لیکن ۱۹۳۰ء کے دہاکے میں باقاعدہ طور پر وہاں ایک مربی پہنچ گئے یعنی مکرم مولوی عبدالغفور صاحب برادر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب پھر ایک عرصہ کے تعطل کے بعد دوبارہ وہاں کام شروع ہوا تو میجر (ریٹائرڈ) عبدالحمید صاحب مولانا عطاء المجیب صاحب راشد نے سلسلہ کی خدمات سرانجام دیں۔ وہاں سے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا۔ اب وہاں تین مربی ہیں۔ مغفور احمد منیب، فہیم احمد صاحب اور ضیاء اللہ مبشر صاحب

جاپان احمدیہ جماعت کے متعلق ایک مفصل مضمون خدا نے چاہا تو عنقریب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

بقیہ - بہائیت

تجلی و ترقی کے مصنف کس طرح عالمی بھائی چارے۔ اخوت اور مساوات کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

جناب سید علی محمد باب کا مذکورہ فرمان ہم نے جناب عبدالبہاء عباس آفندی کی کتاب مکاتیب عبدالبہاء جلد دوم صفحہ ۲۶۶ سے لیا ہے۔ اور جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں جناب عبدالبہاء عباس آفندی جناب بہاء اللہ کے صاحبزادے اور جانشین تھے

دعا کرنا اور مرنا قریب قریب ہے
——— (بیکر سیالکوٹ)

نیپال اور بھارت کے تعلقات

"ارون چاکو" کہتے ہیں کہ حقیقی طور پر دنیا میں دو ہی ہندو نیشن ہیں، ایک ہندوستان میں اور دوسرا ہمالیہ کی سلطنت نیپال جو چاروں طرف سے زمین میں گھری ہوئی ہے اور کہیں بھی سمندر کے ساتھ نہیں لگتی اور یہ عجیب بات ہے کہ سوائے چند وقفوں کے ان دونوں مملکتوں کے تعلقات ہمیشہ کشیدہ رہے ہیں، اگرچہ ان کے باشندے ایک دوسرے کے ملک میں آسانی سے آجا سکتے ہیں، اور آپس میں ان کی تجارت بھی خاصی ہے، کھٹمنڈو کی وادی میں ہندوستان سے بیزاری کی علامات آسانی سے دیکھی جا سکتی ہیں، ہندوستان کا رقبہ بہت زیادہ ہے اور اسی لئے چھوٹے سے نیپال کو ہندوستانی نظر ہی میں نہیں لاتے۔ اسکے علاوہ ہندوستانی تاجروں کی ایک بہت بڑی تعداد وہاں موجود ہے اور ویسے بھی خاصی زیادہ تعداد میں ہندوستانی وہاں آباد ہیں اور نیپالی سمجھتے ہیں کہ یہ انکی معاشی حالت پر بوجھ بن رہے ہیں، گذشتہ ایام میں یہ تعلقات اور بھی کشیدہ ہو گئے، نیپال نے کسی حد تک یہ کوشش کی کہ وہ ہندوستانی پنجے سے اپنے آپ کو چھڑا کر اپنی معیشت کو اور اپنی فوجی طاقت کو کسی حد تک آزاد کرے اور اپنی تجارت کے رخ کو چین کی طرف پھیرے مارچ ۱۹۸۹ء میں ان سب باتوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہندوستان نے اس چھوٹی سی پہاڑی سلطنت کی ناکہ بندی کر دی۔ نیپال بہت حد تک اپنی ضروریات زندگی کی فراہمی کے سلسلے میں ہندوستان پر بھروسہ کرتا ہے، چنانچہ اس ناکہ بندی سے نیپال کے لئے بہت زیادہ مشکلات پیدا ہو گئیں۔ نمک، چینی بچوں کی خوراک اور پٹرولیم کی انتہائی کمی واقع ہو گئی۔ حتیٰ کہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ وہاں زندگی ساقط ہو کر رہ جائے گی۔ ایسا کیوں ہوا؟ اسلئے کہ تجارت اور راہداری کے معاہدے جو ۱۹۵۰ء میں کئے گئے تھے اور جن کی تجدید ۱۹۷۸ء میں ہوئی تھی پھر انکی تجدید نہ کی جا سکی۔ تقریباً ایک سال ہوا کہ یہ معاہدے اختتام پذیر ہو گئے تھے۔ اور ہندوستان صرف اس صورت میں ان معاہدوں پر دستخط کرنے کے لئے تیار تھا کہ ان میں کچھ تبدیلیاں کی جائیں، چھ چھ ماہ کیلئے دو دفعہ تو یہ معاہدے دوبارہ کر لئے گئے لیکن ان کی میعاد ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو ختم ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ حقیقی وجہ کچھ اور تھی۔

اگرچہ نیپال، ہندوستان اور تبت کے درمیان واقع ہے، ان کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ ہندوستان کے مقابلے پر چین سے بھی تعلقات کو فروغ دیا جائے اور یہی وہ بات ہے جس سے ہندوستان کی ناراضگی مول لی جاتی رہی، ہندوستان یہ چاہتا ہے کہ نیپال میں اسکی بالادستی (شاید ہندوستان کے لوگ یہ لفظ پسند نہ کریں لیکن بہر حال اپنا اپنا نقطہ نظر ہے، یہ لفظ ہمارا بھی نہیں ہے۔ بعض مبصرین کا ہے اور ضروری نہیں کہ ہم ان مبصرین سے اتفاق کرتے ہوں) قائم رہے۔ اور اس کے علاوہ یہ کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت محسوس نہ کرے۔ ہندوستانی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ نیپال کے بعض عمائدین جو ہندوستان کی مخالفت پر ہمہ وقت آمادہ رہتے ہیں اور وہاں حکومت میں بھی انہیں عمل دخل حاصل ہے ان تمام باتوں کے ذمہ دار ہیں۔

معاہدے میں یہ شق بھی شامل تھی کہ نیپال کو جب بھی اسلحے کی ضرورت پیش آئے گی وہ ہندوستان سے خریدے گا۔ اور اگر ہندوستان یہ اسلحہ مہیا نہ کر سکے تو وہ یہ اسلحہ کسی مغربی ملک سے خریدنے کا حقدار ہو گا۔ ۱۹۷۰ء میں نیپال نے ہندوستان سے ۳۵ (اٹر کرافٹ) طیارہ شکن حاصل کرنے کی کوشش کی، ہندوستان کو یہ بات عجیب لگی اور انہوں نے ۳۵ اٹر کرافٹ دینے سے انکار کر دیا، گذشتہ سال انہوں نے پھر اس بات کی خواہش کی اور جواب پھر انکار میں ملا۔ چنانچہ نیپال نے چین سے ایٹی اٹر کرافٹ گن خرید لیں۔ اس پر ہندوستان ناراض ہوا۔ ایک سینیئر افسر نے کہا کہ ہندوستان بہت بڑا ملک ہے اور اسے چھوٹی چھوٹی تکلیفوں کی (جو دوسروں کی طرف سے پہنچائی جاتی ہیں) زیادہ پرواہ نہیں ہوتی۔ لیکن اینٹی کرافٹ گن کی خریداری کا مطلب یہ تھا کہ وہ ہمارے ساتھ دوستی کا رشتہ توڑ رہے ہیں۔ ہندوستان میں مقیم نیپالی سفیر مسٹر بھنڈاشاہ نے اینٹی اٹر کرافٹ گن کی ضرورت کا یہ جواز پیش کیا کہ تشدد پسند لوگوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے اس اسلحہ کی ضرورت ہے۔ ہندوستان نے جواب دیا کہ کیا تشدد پسند لوگ ہوائی جہازوں سے حملہ کرتے ہیں۔ کیا مسٹر بھنڈاشاہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ خوراک ہوائی جہازوں کے ذریعے کیوں سپلائی کی جاتی ہے (شمالی سری لنکا میں کیوں سپلائی کی جاتی ہے) جبکہ کولمبو قوت اس بات کو ہرگز پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتی، مسٹر بھنڈاشاہ نے اس بات کی یقین دہانی کرانے کی کوشش کی کہ وہ کسی صورت میں بھی دو بڑی طاقتوں کے درمیان آکر پسنا نہیں چاہتیں۔ وہ یہ نہیں چاہتیں کہ چین کو ہندوستان کے مقابلے پہ رکھا جائے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر چین اور نیپال کے تعلقات درست نہ ہوں تو یہ ہندوستان کیلئے کوئی فائدہ مند بات تو نہیں ہے۔ اور اس کے باوجود یہ بات تو سب پر عیاں ہے کہ ہندوستان اور چین آپس کے تعلقات کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں، اور اگر ایسا ہے تو ہندوستان نیپال کو چین کے سلسلہ میں شک کی نظروں سے کیوں دیکھتا ہے۔

معاہدوں کے سلسلے میں اب ایک اور بات بھی سامنے آئی ہے، اور وہ بات یہ ہے کہ ہندوستان چاہتا ہے کہ یہ دونوں باتیں یعنی تجارت اور راہداری ایک ہی معاہدے میں شامل ہوں۔ جبکہ نیپال کی خواہش یہ ہے کہ راہداری تو درحقیقت کوئی معاہدہ ہے ہی نہیں، ساری دنیا میں یہ بات مانی جاتی ہے کہ وہ ممالک جنہیں سمندر نہیں لگتا ان کو ان کے ہمسایہ ملک سامان لانے اور لے جانے کیلئے راستہ دیتے ہیں۔ اصل معاہدہ تو تجارتی ہے۔ اسلئے ان دونوں باتوں کو ایک دوسرے سے الگ الگ رکھا جانا چاہیئے۔

نمایاں کامیابی

خاکسار کے بیٹے عطاء الاول عباسی نے اپنی کلاس میں اول پوزیشن حاصل کی اور ۹۹ فی صد نمبر حاصل کر کے نرسری تا کے جی ٹو کلاسز کے تمام بچوں میں نمایاں رہا۔ اس طرح بچہ کو سکول کی انتظامیہ نے ایک پر وقار تقریب میں اس نمایاں کارکردگی پر انعامات دیئے۔

خدا کے فضل سے یہ بچہ واقف زندگی ہے یہ تمام حضرت امام جماعت احمدیہ (رابع) ایدہ اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہیں۔ اور یہی ایک احمدی بچہ کا مقام ہے۔

محی الدین عباسی ناظم اطفال ضلع کراچی

اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اسکے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے (حضرت بانی سلسلہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

اخبارات کیا کہتے ہیں

لندن سے شائع ہونے والے ایشین ٹائمز نے ۷ سے ۱۳ اپریل ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر کے سلسلے میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی پریس کانفرنس کے بعد صحافیوں سے بات چیت کی ایک تصویر اور ایک حضور کی پریس سے خطاب کرتے ہوئے تصویر شائع کی ہے اور لکھا ہے کہ ۱۲۰ ممالک میں احمدیوں نے ۲۲ مارچ کو پہلی صدی کے اختتام پر روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور ۲۳ مارچ کو نئی صدی کے پہلے دن اجتماعی دعاؤں سے اور یوم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے آغاز کیا۔ اس موقعہ پر قومی اور احمدیہ پرچم لہرائے گئے۔ جماعت کی تمام عمارتوں پر چراغاں کیا گیا۔ جماعت کے افراد نے پریڈ کی + قومی ترانہ گایا۔ مذہبی نظمیں خوش الحانی سے پڑھیں اور مٹھائی اور مذہبی کتب تقسیم کیں۔ اس تحریک کا آغاز حضرت مرزا غلام احمد نے کیا تھا۔ آغاز ہی سے اس تحریک کو خاصی مشکلات اور مخالفتوں کا سامنا رہا ہے۔ پاکستان میں تو اس موقعہ پر اور اس زمانے میں بھی جماعت کے افراد مشکلات میں سے گذر رہے ہیں جبکہ دنیا بھر میں احمدی اس موقعہ کو خوشی سے منا رہے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں احمدیوں کو اس بات کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ کہ وہ نئے کپڑے پہنیں یا بچوں میں مٹھائی تقسیم کریں۔ یا کھانا ایک دوسرے کو پیش کیا جائے خاص طور پر غریبوں کو۔ اور یہ حکم باقاعدہ صوبائی حکومت کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ پولیس کی ایک ہزار کی نفری ربوہ میں متعین کی گئی۔ ربوہ جو کہ جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔ اور یہ اس لئے کیا گیا کہ کہیں احمدی کسی بھی رنگ میں اپنی خوشی کا اظہار نہ کر دیں۔ حالیہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ پولیس نے ۲۴ نوجوانوں کو اس الزام میں گرفتار کیا کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ وہ اس جشن کے منانے کے مرتکب ہوئے۔ اس تحریک کا دعویٰ ہے کہ ساری دنیا میں ایک کروڑ کے قریب لوگ اس کے پیروکار ہیں۔ جہاں تک اس جماعت کی کارکردگی کا تعلق ہے۔ انہوں نے سکول کالج ہسپتال اور یتیم خانے کھولے ہیں اور یہ سارا کام تیسری دنیا میں ہوا ہے۔ اس موقعہ پر ان کا ایک پروگرام سائیکل میراتھان ریس بھی تھا۔ جو بریڈ فورڈ سے شروع ہو کے لندن پر ختم کی گئی۔ اور جس کے ذریعے بیس ہزار پاؤنڈ جمع کر کے تین مشہور برطانوی ایسوسی ایشنز کو جو رفاہِ عامہ کا کام کرتی ہیں۔ دیئے گئے۔ اس تحریک نے دنیا بھر میں بیوت الذکر اور مربیوں کی رہائش گاہیں تعمیر کی ہیں قرآن مجید کا ۵۰ بڑی۔ ٹھکانہ زبانوں میں ترجمہ کیا ہے۔ اور مزید ۶۴۰ زبانوں میں ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

موجودہ وقت میں جبکہ سلمان رشدی کی کتاب کی وجہ سے اسلام پر لوگوں کی نظریں گڑی ہوئی ہیں حضرت مرزا طاہر احمد جو کہ احمدیہ جماعت کے امام ہیں۔ نے اپنی حالیہ پریس کانفرنس میں جو انٹرنیشنل پریس سنٹر لندن میں ہوئی۔ سٹانک ورسز کی انتہائی مذمت کی اور فرمایا کہ یہ محض گند ہے۔ اس میں اسلام کے عائدین کے متعلق غلیظ زبان استعمال کی گئی ہے۔ آپ نے مسلمانوں کی توجہ اس بات کی طرف دلائی کہ انہیں قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ اس کا مداوا کرے اور خاص طور پر اس کتاب کے مصنف کے خلاف کوئی قدم اٹھائے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایسے کفر کے کلمات کے لئے قرآن مجید میں کسی جسمانی سزا کا ذکر نہیں ہے۔ احمدیوں کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ قرآن مجید کی تعلیم پر پوری طرح عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور پبلک مظاہروں میں ہرگز کوئی حصہ نہ لیں۔ حقیقتاً خدا تعالیٰ کے دربار میں احتجاج پیش کرنا چاہیئے اور آنسو بہاتے ہوئے یہ احتجاج کیا جانا چاہیئے۔

ایشین ٹائمز ٹاور ہاؤس ۱۲۹/۱۴۹
FONT - HILL ROAD LONDON
M-4 3HM ENGLAND
سے شائع ہوتا ہے۔ خطوط لکھنے والے دوست اس پتہ پر ایشین ٹائمز کے مدیر کو مخاطب کریں۔

• • • • •

عوام الناس بعض باتیں اپنے لمبے تجربے کی بنا پر آسانی سے جان لیتے ہیں جبکہ اپنی باتوں کے متعلق ماہرینِ فن کو بعض اوقات لیبارٹری میں تجربے کر کے اس نتیجہ پر پہنچنا پڑتا ہے۔

ہم کسی صحت مند شخص کو دیکھیں کہ اسکے رخسار سرخی مائل ہیں تو عام طور پر اس سے پوچھتے ہیں کیا کھاتے ہو آج کل؟ بڑے لال گلال بنے ہوئے ہو اور وہ کچھ کہے بغیر خاموشی سے اس سوال کو ٹال دیتا ہے۔ پوچھنے والا اس تجربے کی بنا پر اس سے یہ بات پوچھتا ہے کہ اس کے ارد گرد یہ مشہور ہے کہ کھانے کی چیزیں اور انکے رنگ انسانی جسم پر اثر انداز ہوتے ہیں بعض اوقات ہم سرخ رخساروں والے شخص کو ٹماٹر بھی کہہ دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے گال ٹماٹر جیسے سرخ نظر آتے ہیں۔

گویا یہ اتنی عام سی بات ہے کہ ہمیں کسی لیبارٹری میں جا کر تجربے کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ ہل رائل انفرمری کے ڈاکٹر ایڈورڈ وائٹ کے پاس ایک لڑکی کو لایا گیا جس کے ہاتھوں اور تلووں کا رنگ ٹماٹر جیسا تھا۔ وہ بڑے حیران ہوئے کہ کیا بات ہے۔ جب پوچھ گچھ شروع کی تو پتہ چلا کہ وہ لڑکی ٹماٹر کا جوس بہت شوق سے پیتی ہے اور ہر روز کئی بھرے ہوئے پیالے پی جاتی ہے۔ یہ جوس پینے سے اس پر یا اس کی صحت پر کوئی برا اثر واقع نہیں ہوا۔ لیکن ڈاکٹر وائٹ تجربے کر کے اس نتیجے پر پہنچا کہ جو لوگ اپنے موٹاپے کو کم کرنا چاہتے ہیں وہ اگر کوئی رنگدار سوپ پئیں تو انکے جسموں پر ویسا ہی رنگ نمودار ہونا شروع ہو جائے گا۔ اگرچہ یہ لڑکی تو اپنا موٹاپا بھی کم نہیں کر رہی تھی یعنی یہ لڑکی موٹی تھی ہی نہیں۔ ویسے ہی اسے شوق تھا کہ ٹماٹر کا جوس پیئے۔ اور ایک ایک دن میں کئی کئی پیالے ٹماٹر کے جوس کے پی جاتی ہے۔ اسی بات کا یہ نتیجہ تھا کہ اس کے جسم پر پکے ہوئے ٹماٹروں جیسا رنگ ظاہر ہونا شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر وائٹ نے تجربہ کر کے یہ بھی بتایا کہ اگر یہ ۶ مہینے کیلئے جوس پینا چھوڑ دے تو اس کا پیلا رنگ واپس آ جائے گا۔ اور کبھی پتہ بھی نہیں چلے گا کہ کسی وقت اس کا رنگ ٹماٹر جیسا ہو گیا تھا۔ یہ سب کچھ انہوں نے اپنے کلینک میں تجربے کے طور پر کیا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے عوام الناس ایک لمبے تجربے کے بعد ایسے تجربے جو انہوں نے خاص طور پر نہیں کئے۔ جو صرف انکے مشاہدے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ جان لیا ہے کہ جس شخص کے رخسار سرخ ہوں اس بات کا امکان ہے کہ وہ ٹماٹر یا ایسی ہی کوئی چیز زیادہ مقدار میں کھاتا ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں خوب بڑے لال گلال ہو۔ ٹماٹر بنے ہوئے ہو۔ معلوم ہوتا ہے دن رات ٹماٹر ہی کھاتے رہتے ہو۔

• • • • •

۹ اگست ۱۹۴۵ کو جس شخص نے ناگاساکی پر اٹامک بم گرایا تھا جس سے ۷۰ ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے اور جس کے اثرات سالہا سال تک جاری رہے حال ہی میں پراسٹریٹ کا اپریشن کرواتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ اس کا نام تھا کرمٹ بی ہان KERMIT BEAHAN اسکی عمر ۷۰ سال تھی۔ بم گرانے کے بعد ایک لمبے عرصے تک وہ اس نظارے کو نہ بھول سکا جسے اسنے جہنم کی صورت کے الفاظ سے بیان کیا تھا۔

اس کا کہنا تھا کہ جب بم گرایا گیا تو اسے کھمبی کی طرح زمین سے بادل اٹھتے دکھائی دیئے جسمیں زرد، سرخ اور سبز لکیریں نظر آ رہی تھیں۔ اسی کا نام اس نے جہنم کی تصویر رکھا۔ زمین بذاتِ خود یوں معلوم ہوتا تھا کہ سیاہ دھوئیں سے ڈھک گئی ہے۔

اس نے کہا "اگرچہ مجھ سے یہ کہا گیا تھا کہ اس بم کے گرانے سے وہ علاقہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ اٹامک بم ہے کیا۔"

جب اس بم کو گرائے ۴۰ سال ہو گئے تو بی ہان نے کہا کہ اسے امید ہے کہ وہ ایسا بم گرانے والا آخری شخص ہو گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ وہ اپنے اس کئے پر معذرت خواہی کا رویہ کبھی اختیار نہیں کرے گا۔ یہ شخص ــــ مسوری کا رہنے والا تھا۔ اس نے یو۔ ایس آرمی میں "ایئر کور" میں شمولیت اختیار کی اور ۴ دفعہ یورپ بم پھینکنے کے لئے گیا۔ سب سے پہلا حملہ جو اس نے کیا اسے ۱۷ - B حملے کا نام دیا جاتا ہے۔

ہیروشیما پر ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو ایٹم بم گرایا گیا تھا۔ جس جہاز پر سے یہ بم گرایا گیا تھا اسکے ساتھ جو حفاظتی جہاز اڑا رہا تھا اس میں کرمٹ بی ہان بھی شامل تھا۔

اعلان برائے توجہ لجنات

ناگزیر حالات کی وجہ سے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے منعقد کی جانے والی کلاس برائے طالبات میٹرک ۱۹ مئی تا یکم جون ملتوی کی جاتی ہے۔

سیکرٹری تعلیم لجنہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: خلاصہ خطبہ صفحہ اول سے آگے

جتنے پیغام دوسروں تک پہنچایا کرتا ہے، ان میں ان دو بنیادی صفات کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ پیغام بگڑ جایا کرتے ہیں۔ پس رسالت کے انتخاب میں خدا کی نظر ایسے وجود پر پڑتی ہے جو سچائی اور امانت میں کامل ہو۔ اور ان دو پہلوؤں سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے مشہور تھے اور سارا عرب گواہ تھا کہ عرب میں ان سے بڑھ کر کبھی سچا اور امانت دار کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے آپ کو بنی نوع انسان سے جو تعلقات عطا ہوئے ہیں۔ ان میں سے یہ دو تعلقات ایسے ہیں جن کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اگر جماعت احمدیہ سچائی کو چھوڑ دے تو خطرہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم سچائی کے اعلیٰ معیار پر قائم نہیں رہیں گے۔ اسی لئے میں جب دیکھتا ہوں کہ بچوں کو مذاق میں بھی ایسا کرنے کا کہا جاتا ہے تو اس سے مجھے صدمہ پہنچتا ہے اور میں بچوں کو پیار سے یہ سمجھاتا ہوں کہ مذاق میں بھی جھوٹ کو استعمال نہ کریں۔ پس آپ جھوٹ کو حرام چیزوں میں سب سے زیادہ حرام سمجھیں اور اس صدی کے سر پر آپ کو جو سب سے بڑا جہاد کرنا ہے وہ جھوٹ کے خلاف ہے ورنہ آپ رسالت کے ساتھ وفاداری کا حق ادا نہیں کر سکتے کیونکہ تمام بنی نوع انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو تعلقات آپ نے عطا کرنے ہیں ان میں سچائی کو سب سے زیادہ اہمیت ہے۔

پھر دوسرا حصہ امین ہونے کا ہے اگر ہم ایک دوسرے کے اموال، عزتوں اور پیغاموں کے امین نہیں ہیں تو جوں جوں وقت گزرتا چلا جائے گا ہماری قدریں تبدیل ہوتی چلی جائیں گی۔ اس لئے آج سب سے زیادہ پیغام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ضرورت ہے تاکہ انسانی نفس کی ملونی اس پیغام میں شامل نہ ہو اور پھر اس پیغام کے نتیجہ میں قائم ہونے والے تعلقات کی اور ان تعلقات کی پاکیزگیوں کی حفاظت کی ضرورت ہے۔

حضور نے فرمایا امین ہونا ہمارے لئے تقریباً روزانہ آزمائشیں لیکر آتا ہے کیونکہ بعض امانتوں میں ہم بے پرواہ ہو کر خیانتیں شروع کر دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ بنیادی طور پر جب آپ کسی ایک پہلو سے بھی خائن بننا شروع ہو جائیں تو امین سے آپ کے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی محبت اور عشق پر حرف آجاتا ہے۔

حضور نے فرمایا آجکل تیسری دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسی خیانت کی تصویریں ہیں جو دن بدن زیادہ بھیانک اور مکروہ ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ زندگی کے کسی پہلو میں کسی جگہ بھی تسکین اور طمانیت نہیں رہی ہے کیونکہ کم و بیش ہر شخص خائن بن چکا ہے خیانت سے بچنے اور امانت پر قائم رہنے کا مضمون غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے تو یہ سوچیں کہ وہ کیوں محبوب وجود بنے۔ یہی دو بنیادی صفات تھیں جن کے ساتھ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تشکیل پائی ہے۔ پس اس خلاصے کو اپنا حرز جان بنا لیں۔ کیونکہ آپ نے باقی دنیا کو اور آئندہ آنے والی دنیا کو بہت سے پیغام پہنچانے اور ان کی نسلوں میں بہت سی نیک خصلتیں منتقل کرنی ہیں۔ آپ کو خدا نے اس صدی کے سر پر کھڑا کیا ہے اور یہ بہت بلند اور ذمہ داری کا مقام ہے۔ پس جمعۃ الوداع کے اس خطبے میں میں آپ کو سچائی اور امانت کی طرف خصوصیت کے ساتھ بلاتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا امر واقعہ یہ ہے کہ آپ امین ہو جائیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ سے گزند پہنچنے کے لحاظ سے کوئی خوف نہیں کھا سکتی۔ ہاں یہ خوف کھا سکتی ہے کہ آپ کے وجود میں شامل ان دو قوتوں کے ساتھ آپ نے لازماً غالب آنا ہے کیونکہ سچائی اور امانت کو کبھی شکست نہیں ہوا کرتی۔

آپ نے فرمایا چند دن قبل سلمان رشدی کے ذلیل ناول کے سلسلہ میں ڈنمارک کے ایک صحافی نے میرا انٹرویو لیا اس ضمن میں (دین حق) کی امانت اور سلامتی کی بات بھی آئی۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ ایسا جاہل انسان ہے کہ اس نے مغرب کی جہالت اور لاعلمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں اسلام سے متنفر کرنے کیلئے اس میں یہ لکھا ہے کہ اسلام تو آپکی روزمرہ کی آزادی میں دخل دینے دیتا ہے۔ اور پھر تمسخر کے ساتھ اس نے اسلامی احکامات میں سے دائیں اور بائیں کے فرق کی باتیں بیان کی ہیں۔ میں نے ان کو تفصیل سے ان احکامات کا فلسفہ بتایا تاکہ انہیں پتہ چلے کہ ان احکامات کے نتیجے میں کسی کی آزادی پر حرف نہیں آتا بلکہ روزمرہ کی زندگی میں صفائی، پاکیزگی اور فراست پیدا ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا یہ تو مقام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جنہوں نے اس طرح ہمیں انسانیت کی اعلیٰ اقدار سکھائی ہیں اور یہی وہ پیغام ہے جو حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور جسے تمام دنیا کے مسلمان جانتے تو ہیں لیکن اس حد تک نہیں جانتے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ پیغام ہماری زندگیوں میں داخل ہو جائے اس پہلو سے آج بدقسمتی سے مسلمان غافل ہوا پڑا ہے۔ آپ نے اس قدر کو دوبارہ زندہ کرنا ہے۔ آپ نے اس پیغام کی اہمیت کو اپنی زبان سے نہیں، اپنے اعمال سے دنیا کو پہنچانا ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو بھی دوبارہ اس پیغام کی طرف واپس لے کر آنا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ اس صدی کا سب سے اہم کام ہے۔ اسکے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سچائی، امانت اور اسلام کے حقیقی مفاہیم کی وضاحت کیلئے حجۃ الوداع کے خطبہ سے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے اور فرمایا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان سے جدا ہونے سے پہلے جو آخری نصیحت ہمیں کر گئے ہیں اس کا احترام کرنا ہر عاشق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہے۔ اس کے بغیر اس کے عشق کا دعویٰ سچا ہی ثابت نہیں ہو سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت جو دعا مانگی اسکے پیچھے جو جذبہ تھا اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مگر جس حد تک تصور ممکن ہے اس کو ملحوظ رکھ کر آج آپ اس دعا میں شامل ہو جائیں اور دل کی گہرائیوں سے اس دعا کو عاجزانہ طور پر خدا کے حضور اس طرح پیش کریں کہ گویا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور آپؐ کے ساتھ اس دعا کو دہرا رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج بدقسمتی سے تمام عالم اسلام میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس خطبہ حجۃ الوداع کے بالکل مخالف ہے اور اس مضمون کے کلیۃً برعکس صورتحال ہمیں مسلمان ممالک کے معاشرے میں دکھائی دے رہی ہے گذشتہ چند سال میں مسلمانوں نے مسلمانوں کی جتنی گردنیں ماری ہیں، گذشتہ ہزار سال میں اتنی گردنیں انہوں نے غیروں کی نہیں ماریں اور یہ سلسلہ آج بھی جوش و خروش سے جاری ہے۔

حضور نے فرمایا چونکہ ہم توحید کی صدی میں اس رنگ میں داخل ہو رہے ہیں کہ بنی نوع انسان کو بھی امت واحدہ بنانا ہے۔ اس لئے اس خطبۃ الوداع کا آج کے مضمون سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس میں ہمارے لئے آئندہ صدی کا ایک عظیم الشان لائحہ عمل ہے اور اس سے بہتر، اس سے زیادہ حسین اور اصلاح نفس کرنے والا کوئی اور پیغام میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ پس اس موقع پر میں جماعت کو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نصیحت پہنچاتا ہوں اور جس طرح آپؐ نے اس کے بعد۔ فرمایا کہ اے وہ لوگو! جو حاضر ہو اس پیغام کو ان لوگوں تک پہنچاتے چلے جاؤ جو غیر حاضر ہیں اور آگے پھر ان لوگوں تک پہنچاتے رہیں جو غیر حاضر ہیں۔ اسی طرح وہ سب لوگ جو اس پیغام کو سنتے ہیں یا بعد میں پڑھیں گے یا سنیں گے ان سب کو میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اس پیغام کو آگے پہنچاتے چلے جائیں اور اپنی نسلوں کو نصیحتیں کرتے چلے جائیں کہ وہ ہمیشہ اس پیغام کو اپنے اخلاق، کردار اور اعمال میں زندہ رکھیں یہاں تک کہ ان کے خون کا ذرہ ذرہ اس بات کی گواہی دے کہ ہم نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی امانت کا حق ادا کر دیا ہے۔

اللہ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔

آسامی خالی ہے

فضل عمر ہسپتال میں جنریٹر آپریٹر کی آسامی خالی ہے۔ مرکز سلسلہ میں رہ کر خدمت سلسلہ کرنے والے نوجوان اوقات کار میں اپنے درج ذیل کاغذات کے ساتھ ملیں۔

۱۔ الیکٹریشن کا ڈپلومہ
۲۔ سند میٹرک
۳۔ درخواست مصدقہ از لوکل صدر جماعت کی سفارش کے ساتھ

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ

اعلانِ گمشدگی

ایک عدد طلائی کڑا بیت احمد سے ضیاء الاسلام پریس فیکٹری ایریا ربوہ تک راستے میں گر گیا ہے۔ پہنچا کر مشکور ہوں۔

صالح محمد سابق محافظ خاص
فیکٹری ایریا نزد بیت احمد ربوہ

ربوہ کا پوسٹ کوڈ نمبر
۳۵۴۶۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کی دوسری صدی میں
اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کی پہلی تقریب تقسیم انعامات

مورخہ ۲ اپریل ۱۹۸۹ء بروز اتوار مجلس مشاورت کے آخری روز اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کی تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔ یہ احمدیت کی دوسری صدی کی پہلی تقریب تقسیم انعامات تھی۔ اس میں سال ۱۹۸۷ء کے دوران بہترین کارکردگی دکھانے والی مجالس اور اضلاع کو مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ اور صدر مجلس مشاورت ۱۹۸۹ء نے انعامات تقسیم فرمائے۔

مقابلہ بین المجالس میں اسلامیہ پارک لاہور کی مجلس اوّل رہی۔ چنانچہ مجلس اسلامیہ پارک لاہور کو اوّل آنے پر علم انعامی اور سند امتیاز، مجلس دارالذکر فیصل آباد کو دوئم اور مجلس عزیز آباد کراچی کو سوئم آنے پر سندات امتیاز دی گئیں۔ جبکہ مجلس وحدت کالونی لاہور چہارم اور مجلس چک ۴۶ شمالی سرگودھا کو پانچویں نمبر پر قرار دیا گیا۔

مقابلہ بین الاضلاع میں ضلع کراچی کو اوّل آنے پر رنگ ٹرافی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دستخط شدہ سند امتیاز، دوم آنے پر ضلع لاہور اور سوئم آنے پر ضلع قصور کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دستخط شدہ سندات امتیاز دی گئیں۔ جبکہ ضلع لاڑکانہ چہارم اور ضلع راولپنڈی پانچویں نمبر پر رہے۔

اللہ تعالیٰ یہ انعامات ان مجالس اور اضلاع کے لئے مبارک فرمائے

(مہتمم اطفال مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

نواب شاہ میں احمدی برادری کی عبادت گاہ کو آگ لگادی گئی

کچھ لوگوں نے کل احمدیہ برادری کی عبادت گاہ پر حملہ کر کے فرنیچر، کتابیں اور دوسرے سامان کو باہر نکال کر آگ لگا کر جلا دیا۔ مشتعل ہجوم نے عبادت گاہ میں آئے ہوئے افراد کی مار کٹائی کی جس میں ستر سالہ محمد میاں (مشہور و معروف شاعر اور ادیب) اور لئیق احمد زخمی ہو گئے۔ اطلاع ملنے پر پولیس نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر صورتِ حال کو کنٹرول کر لیا۔ اور فائر بریگیڈ والوں نے عبادت گاہ میں لگی ہوئی آگ کو بجھا دیا۔

(ترجمہ از سندھی: روزنامہ ہلال پاکستان کراچی۔ ۱۶ اپریل ۱۹۸۹ء)

خبریں

● چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا فی الحال سیاچن پر پاک بھارت مذاکرات ملتوی ہو گئے ہیں۔ درحقیقت بھارت نے سیاچن پر آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی جسے ناکام بنا دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کا مسئلہ سیاسی ہے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

● فوقر ذرائع کے مطابق بجٹ اجلاس کے بعد منشیات کے سمگلروں کی جائداد ضبط کرنے کا مسودہ قانون پیش کیا جائے گا۔

● اے این پی سرحد کی عاملہ نے پیپلز پارٹی سے معاہدہ ختم کرنے کی توثیق کر دی ہے۔ ارکان اسمبلی میں الگ سیٹوں پر بیٹھیں گے۔ اگرچہ پارٹی کا لائحہ عمل ولی خان کی واپسی پر طے ہوگا۔

● حکومت نے گذشتہ دور میں سیاسی بنیادوں پر ۳ ماہ سے زائد قید یا نظر بند رہنے یا کوڑے کھانے والے افراد اور سیاسی جدوجہد میں جاں بحق ہونے والے افراد کے لواحقین کو مناسب معاوضہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک سرکاری ہینڈ آؤٹ کے مطابق ایسے تمام افراد کو اپنے تمام کوائف وزارتِ داخلہ کو بھیجنے کے لئے کہا گیا ہے۔

● صدرِ پاکستان غلام اسحٰق خان نے کاسموٹیک سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دوسروں پر انحصار سے قومی وقار پر سودے بازی کرنی پڑتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اسلامی ممالک کے بے پناہ وسائل سے فائدہ حاصل کیا جائے۔

● پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ پنجاب کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیشِ نظر پنجاب پولیس میں اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے۔ اور اس کے لئے انہوں نے وفاقی حکومت سے ایک ارب بیس کروڑ روپے کا مطالبہ کیا ہے۔

● چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ افغان تنازعہ جاری رہنے سے مزید خون ریزی ہوگی اس لئے افغان مسئلہ کا سیاسی حل نکالا جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ افغان مجاہدین جانتے ہیں کہ کابل انتظامیہ کی فوج بھی افغانوں پر ہی مشتمل ہے۔ جو کہ انکے برابر لڑ اکا افغان ہیں۔

● پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ممبر (پاور) ایس۔ ایم۔ زیدی نے کہا ہے کہ کراچی کے ایٹمی۔ بجلی گھر (کنوپ) میں ۸ اپریل کو بہنے والے تین ٹن بھاری پانی کو دوبارہ اکٹھا کر کے اس کی صفائی کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی قسم کے تابکاری اثرات پھیلنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ اور بجلی گھر آئندہ چند ماہ میں کام کرنا شروع کر دے گا۔

جنریٹر برائے فروخت

ایک نیا جنریٹر فوری طور پر برائے فروخت ہے۔ رابطہ: دفتر الفضل۔ ربوہ

بیکار نہ رہیئے

الیکٹریشن، ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ ٹریڈز میں داخلہ شروع ہے

مدت کورس ۱۶ ماہ

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

فنی تعلیمی بورڈ سے منظور شدہ فون ۵۹۲

T.B COURSE تپ دق کورس

ایک ماہ کی ادویات کا کورس قیمت: ۵۰/- لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: سیلز: ۶۰۷، کلینک: ۶۰۶، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد۔ اکھڑا
سوکھا۔ گرمی
گیس کا علاج کرنیوالے

حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

محمود آباد ۳
نزد شبینہ ڈاکخانہ
کراچی ۴۴

ہر ماہ کی ۱۹ سے ۲۳ تاریخ تک حکیم عبدالحمید اعوان مطب میں حاضر ہوتے ہیں